پاکستان کے خلاف جاری کثیر الجہتی جنگ اور اس کا جواب

تحریر: فرزانہ شاہ
ترجمہ: شہلا ظفر، شہزاد مسعود رومی

"اس دنیا میں کمزوری اور ناکافی دفاع دوسروں کو جارحیت کا موقع دیتے ہیں۔ امن قائم رکھنے کا بہترین طریقہ ہے کہ ہم دوسروں کی اس غلط فہمی کا خاتمہ کردیں کہ ہم کمزور ہیں لہذا وہ ہمیں ڈرا دھمکا سکتے ہیں یا ہم پر حملہ آور ہوسکتے ہیں۔ یہ غلط فہمی صرف اسی صورت ختم ہوسکتی ہے کہ ہم خود کو اتنا مضبوط کریں کہ کوئی بھی ہمارے خلاف کوئی جارح حکمت عملی اپنانے کا سوچ بھی نہ سکے"۔ (قائداعظم محمد علی جناح 1948)

بانئ پاکستان کے مندرجہ بالا فرمان کے مدنظر پاکستان نے کئی دہائیوں تک اپنے دفاع کو مضبوط کیا اور 1971 کے بعد ان دفاعی تیاریوں کی رفتار تیز تر ہوگئی۔ دفاعی خودکفالت کے حصول کیلئے ایک نئی دفاعی صنعت قائم کی گئی مگر موجودہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں یہ تمام دفاعی تیاریاں ناکافی ثابت ہوئیں۔

جوں جوں مسلح افواج فاٹا میں مسلح دہشت گردوں کے مضبوط ٹھکانوں کا صفایا کررہی ہیں مزید پاکستانی شہری دہشت گردی کا نشانہ بنتے جارہے ہیں۔ لاہور، کراچی، پشاور اور کوئٹہ میں دہشت گردانہ کارروائیاں اس کی ایک مثال ہے۔ گو کہ مجموعی صورتحال میں کچھ بہتری ہورہی ہے مگر پاکستان میں جاری دہشت گردی کا کوئی حتمی حل تا حال نظر نہیں آرہا۔

شروع میں یہ خیال کیا گیا کہ مسلح بغاوتیں پاکستان کی جانب سے دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دینے کا شاخسانہ ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت واضح ہونا شروع ہوگئی کہ ملکی سلامتی کے لیے صرف مسلح بغاوتیں ہی اکلوتا خطرہ نہیں ہیں بلکہ ذرائع ابلاغ سے لیکر تعلیم اور معاشیات سے سیاسیات تک ہر ملکی شعبے میں پھیلی ہوئی براہ راست بیرونی مداخلت قدرے زیادہ گھمبیر مسئلہ ہے۔

بادی النظر میں پاکستان کیلئے سب سے بڑا خطرہ مختلف اندرونی دہشت گرد تنظیموں اور مختلف وجوہات کے باعث اٹھنے والی بغاوتوں سے ہے۔ مگر درحقیقت ان تمام خطرات کے محرکات باہم منسلک ہیں۔ فاٹا اور سوات میں ہونیوالی حالیہ فوجی کاروائی کے نتیجے میں منظر عام پر آنیوالی معلومات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مختلف محاذوں پر ملک کو درپیش سلامتی کے خطرات انتہائی درجے تک باہم مربوط ہیں۔

مختلف درپیش خطرات کے عناصر میں ایک خاص باہمی ربط موجود ہے اور یہی ایک ہمہ جہتی جنگ یا (4th Generation Warfare) کی بنیادی خاصیت ہے۔

ہمہ جہتی جنگ کا تعارف:

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ پاکستان کو درپیش گھمبیر خطرات کی علیحدہ علیحدہ نظر آنیکی خاصیت دراصل اس ہمہ جہتی جنگ کی نشانی ہے جو دشمن اور چند "دوستوں" کی

جانب سے خطے میں اپنے مفادات کے حصول کیلئے پاکستان کے خلاف شروع کی گئی ہے۔ ان مخصوص مفادات پر نظر ڈالنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس ہمہ جہتی جنگ کو مزید بہتر طریقے سے سمجھ لیا جائے۔

آسان ترین الفاظ میں ہمہ جہتی جنگ ایک ایسی سیاسی، فوجی اور نفسیاتی جنگ ہے جس میں مختلف ممالک یا گروہ بظاہر الگ الگ غیر ریاستی اور پرتشدد عناصر کو دشمن کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ ان عناصر کا تعلق عموماً دشمن ملک سے ہی ہوتا ہے یہ اس لیے کہ اس ہمہ جہتی جنگ کا منطقی ہدف دشمن قوم میں نفرت اور تفرقہ ڈالنا اور آپس میں غلط فہمی کو جنم دینا ہے۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسی جنگ کا بنیادی ہدف قومی وحدت ہوتی ہے۔ قومی اتحاد و یگانگت کا خاتمہ اور غلط فہمی کو جنم دینا اس وقت مزید اہم ہو جاتا ہے جب مخالف سمت میں پاکستان جیسا نظریاتی ملک ہو۔

تکنیکی سطح پر مختلف عناصر اور حربوں کو دشمن کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے مثلاً ایک طرف بغاوتوں اور دہشت گردوں کو مدد دینا اور دوسری طرف دشمن کے سیاسی، اطلاعاتی اور معاشرتی نظام میں موجود غدار، دشمن کے گروہوں کا اس انداز سے تجزیہ کرتے ہیں کہ پوری قوم مایوسی کا شکار ہو کر حوصلہ ہار بیٹھتی ہے۔

اگر ممکن ہو تو معاشی دخل اندازی بھی ایک اہم ہتھیار کے طور پر استعمال ہو سکتی ہے۔ حال ہی میں عالمگیریت کو ترقی یافتہ ممالک نے ترقی پذیر ممالک کے مالیاتی مفادات کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ دشمن کی غیر تسلی بخش معاشی صورتحال ہمہ جہتی جنگ میں انتہائی معاون ثابت ہوتی ہے کیونکہ ایسی صورتحال میں لوگوں کے قومی وابستگی کے جذبات پر اثر انداز ہونا آسان ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں ہمہ جہتی جنگ:

پاکستان ان دنوں مختلف محاذوں پر دشمنوں کی طرف سے درپیش سلامتی کے ظاہری و مخفی خطرات سے نبرد آزما ہے۔ ان میں دشمن ملک، گروہ، طاقتور سیاسی دھڑے اور پاکستان کے مخالف ذرائع ابلاغ شامل ہیں۔ عام طور پر پاکستان کی مخفی و ظاہری دفاعی تیاریوں کا محور بھارت رہا ہے۔ چونکہ بھارت پاکستان کے مشرق میں واقع ہے لہٰذا زیادہ تر دفاعی تیاریاں پنجاب اور سندھ میں کی گئیں ہیں، دو صوبے جو بھارت کے ساتھ سرحد بناتے ہیں۔ اس وجہ سے بہت سے ایسے ملک دشمن گروہوں پر نظر نہ رکھی جا سکی جو پچھلے چند سالوں میں پاکستان کے مغربی صوبوں میں متحرک ہوئے۔ بھارت کو 9/11 کے بعد موقع ملا کہ افغانستان میں قدم جمائے اور پاکستان کے عقب سے کارروائیاں کر سکے۔ افغانستان میں بھارت نے پاکستان کے خلاف کرائے کے قاتلوں کو تربیت دینا شروع کیا جن کو بعد میں پاکستانی ریاست اور فوج کے خلاف استعمال کیا گیا۔

مہرے:

پاکستان میں جاری ہمہ جہتی جنگ، اسکے مقاصد اور اس میں شامل مختلف عناصر اور ان کے بیرونی پشت پناہوں کی نشاندہی کیلئے ضروری ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جاری کارروائیوں، ان بغاوتوں میں شامل پرتشدد غیر ریاستی عناصر، ان عناصر کو ملنے والی بیرونی امداد اور ملک میں ہونے والے سیاسی اتار چڑھاؤ کو سمجھا جائے۔

پاکستان کے خلاف ہمہ جہتی جنگ میں سب سے کلیدی عنصر شمال مغربی علاقوں اور بلوچستان میں جاری بیرونی امداد یافتہ مسلح بغاوت ہے۔ ان مسلح باغیوں کے روابط پہلے سے موجود انتہا پسندوں اور علیحدگی پسندوں سے استوار ہو گئے ہیں۔ حالیہ ماہ میں ہونے والے انکشافات سے یہ بات حتمی طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ یہ مسلح بغاوتیں افغانستان کے راستے امریکی موجودگی میں بھارت برپا کروا رہا ہے اور یہی وہ نقطہ ہے جہاں اس جنگ میں امریکی کردار انتہائی بھیانک ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک عمومی رائے یہی تھی کہ امریکہ صرف بھارتی سازشوں سے صرفِ نظر کر رہا ہے مگر اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ پاکستان کے خلاف امریکی عزائم ماضی میں لگائے گئے اندازوں سے کئی زیادہ گھناؤنے ہیں۔

امریکی خفیہ اداروں، فوج اور وائٹ ہاؤس میں موجود عناصر نے یہ تاثر درست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ افغانستان میں مزاحمت کی اصل وجہ پاکستان ہے لہٰذا امریکی خارجی حکمت عملی میں واضح تبدیلی واقع ہوئی۔ AfPak کے نام سے ایک نیا جنگی منظر نامہ ترتیب دیا گیا جس میں افغانستان کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی میدان جنگ تصور کر لیا گیا۔

یہ بیہودہ نظریہ ''بش' دور میں واشنگٹن میں موجود بھارت نواز سیاسی گروہ نے پیش کیا جس نے اس مسئلے کا ممکنہ حل بھی پیش کیا۔ جلد ہی امریکہ اور بھارت افغان مسئلے پر اتحادی بن گئے اور نتیجتاً افغانستان میں بھارتی فوجی موجودگی میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا۔ امریکہ کے برعکس افغانستان میں بھارتی عزائم مختلف تھے۔ پاکستان نے بھارت کو اس طرح کھل کر موقع دینے پر امریکہ سے احتجاج بھی کیا مگر واشنگٹن میں موجود بھارت کے حمایتی مضبوط سیاسی گروہ کی بدولت امریکہ کا AfPak حکمت عملی میں بھارت پر انحصار کم نہ ہوا۔

بھارت اور امریکہ دونوں کے خطے میں اپنے مفادات ہیں اور دونوں ہر محاذ پر اپنی اپنی چالیں چل رہے ہیں اگر ایک طرف بھارتی حمایت یافتہ دہشت گرد ہیں تو دوسری طرف امریکہ کے حمایت یافتہ غلام حکمران پاکستان پر مسلط ہیں کیونکہ امریکہ کے لیے پاکستان کے سیاسی نظام

کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا نسبتاً آسان ہے۔

چالیں:

پاکستان کو جاری اس کثیر جہتی جنگ میں دو ممالک یعنی بھارت اور امریکہ سے براہ راست خطرہ ہے۔ دونوں ممالک اپنے اپنے مفادات کیلئے پاکستان کی خارجی حکمت عملی کو بدلنا چاہتے ہیں۔ بھارت کیلئے پاکستان کی کشمیر پالیسی میں تبدیلی ضروری ہے جبکہ امریکہ کے خیال میں پاکستان کو خطے میں بھارت کے زیر اثر ہونا چاہیے تاکہ چین کا مقابلہ کیا جاسکے۔

اس طرح پاکستان کو بھارت کے تابع لانے کے حوالے سے دونوں ممالک کی ترجیحات میں بے مثال ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ یہی ہم آہنگی دونوں ممالک کی پاکستان کے خلاف مشترکہ کوششوں کا بڑا محرک ہے کہ پاکستان کا ''علاج'' کیا جاسکے۔ دونوں ممالک میں فرق صرف حربوں کا ہے جو دونوں اپنے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ بھارتی کوششوں کا محور و مقصود پاکستان کو ناکام و دہشت گرد ریاست قرار دلوانا ہے اور اس کے لیے تحریک طالبان پاکستان کی مدد کی جارہی ہے اور ابھی بھارت کی طرف سے پاکستان کو زرعی طور پر دیوالیہ کرنے کے لیے پانی کی بندش بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

ہمہ جہتی جنگ کا ایک بنیادی مقصد دشمن کے علاقے یا ملک میں مکمل سیاسی بحران پیدا کرنا بھی ہے۔ تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے سوات اور فاٹا میں کی جانیوالی بدترین وارداتیں اور جرائم اس کا ثبوت ہیں۔ دونوں علاقوں میں تحریک طالبان کا پہلا ہدف سیاسی قائدین تھے اور اس خوفناک حربے کی وجہ سے علاقے میں قیادت کے بدترین بحران نے جنم لیا۔ سیاسی قیادت کی غیر موجودگی کی بدولت تحریک طالبان پاکستان کو مقامی لوگوں پر اپنا عقیدہ مسلط کرنے اور انہیں دہشت گردی کی تربیت دے کر ریاست کے خلاف اعلان جنگ کرنے کا موقع فراہم کیا۔ حال ہی میں ہونیوالے انکشافات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ تحریک طالبان پاکستان ملک میں کرائے کا سب سے بڑا قاتل گروہ ہے جو اپنے بیرونی آقاؤں کی خدمت کررہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مسخ شدہ نام نہاد اسلامی نظام کو نافذ کرنا چاہتا ہے۔

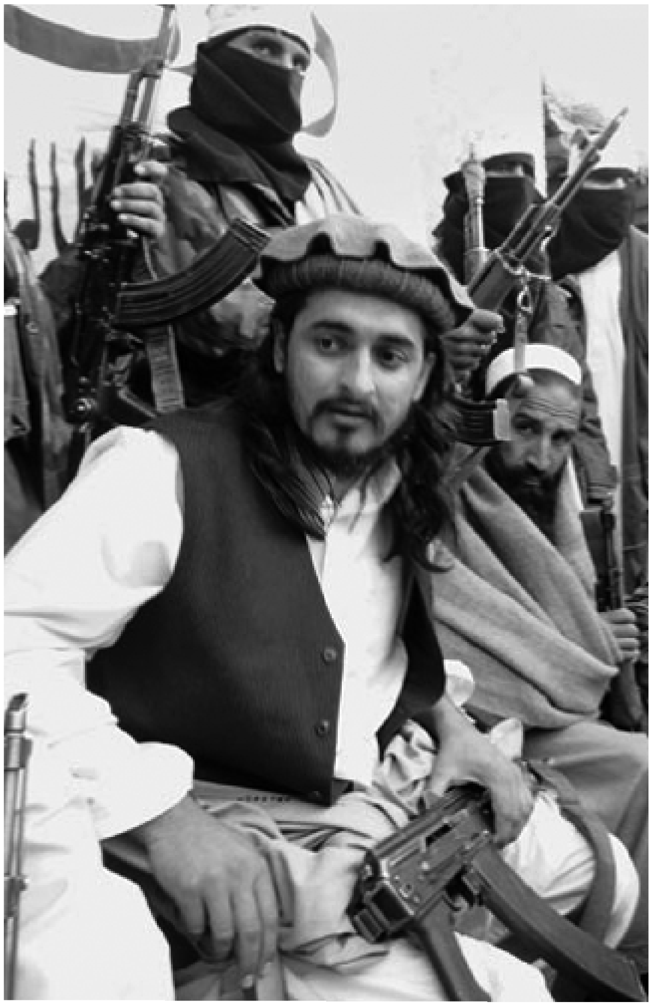

امریکی خفیہ کارروائیاں بھی حال ہی میں ذرائع ابلاغ کی زینت بنی ہیں اور یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ امریکہ اور پاکستان صرف حالات کے جبر کے تحت ایک دوسرے کے اتحادی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں متعین چند امریکی شہری تو پاکستانی قوانین کا بھی احترام نہیں کرتے یہی نہیں بلکہ یہ امریکی چند پاکستانی شہریوں کو بھی زدوکوب کر چکے ہیں۔ گو یہ تفصیلات ہر پاکستانی کے لیے پریشان کن ہیں مگر جب اس جنگ کے دوسرے محاذوں پر امریکی کارروائیوں پر نظر ڈالی جائے تو یہ واقعات بڑے نہیں رہتے۔

جنگ کے محور:

پاکستان اس ہمہ جہتی جنگ میں کرائے کے گوریلا حملہ آوروں کا سامنا کر رہا ہے جنہیں بھارت کی بلاواسطہ اور امریکہ کی بلاواسطہ مدد مل رہی ہے۔ یہ گوریلا جنگ اس گھمبیر اور مشکل جنگ کا صرف ایک پہلو ہے جو پاکستان اور اس کے دشمن عناصر کے درمیان جاری ہے۔ دیگر پہلوؤں میں پاکستان کے خلاف پراپیگنڈہ، جوہری پروگرام کے خلاف مہم، امریکہ کی طرف سے پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں دباؤ میں رکھنے کیلئے معاشی حربے نیز بھارت کی طرف سے پانی بند کرنے کی حکمت عملی بھی اس جنگ کا حصہ ہے۔

حربی محاذ:

خطے میں حربی برتری کو قائم کرنا بھارت کا دیرینہ خواب ہے۔ پاکستان خطے میں بھارت کا حریف ہی نہیں بلکہ اس خواب کی تعبیر میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کیلئے بھارتی حکمران 1947ء سے ہی سرگرم ہیں۔ مشرقی پاکستان کی 1971ء میں علیحدگی بھارت کیلئے بڑی کامیابی تھی اور اس علیحدگی میں بھارتی کردار نہایت کلیدی تھا۔ اب باقی ماندہ پاکستان کو نسلی بنیادوں پر توڑنے کیلئے بھارت کئی دہائیوں سے سازشوں میں مصروف ہے۔

9/11 کے بعد امریکہ کی صورت میں بھارت کو اپنے خواب کی تعبیر کیلئے قدرتی اتحادی میسر آ گیا۔ امریکی آشیرباد سے بھارت نے افغانستان میں بیٹھ کر پاکستان کے شمال مغربی اور وفاق کے زیرِ انتظام علاقوں میں بدترین مسلح بغاوت اور دہشت گردی کا آغاز کیا۔

2005ء سے پاکستان کی سرحد سے ملحقہ شہروں میں قائم بھارتی سفارتخانے اس دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں۔ بھارت اس دہشت گردی کے ذریعے چند اہم مقاصد کی تکمیل چاہتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1- پاکستان کو ایک ناکام ریاست قرار دلوانا۔

2- پاکستان کے جوہری ہتھیاروں کے بارے میں تاثر قائم کرنا کہ وہ دہشتگردوں کے ہاتھ لگ جائیں گے۔

3- دہشت گرد قرار دیئے جانے کے بعد پاکستان کے جوہری پروگرام کو مختلف بین الاقوامی معاہدوں کے تحت ختم کرانا۔

پاکستان کی جوہری صلاحیت کا خاتمہ بھارتی منصوبے کا فقط پہلا حصہ ہے۔ اگلے مرحلے پر پاکستان پر حملہ شامل ہے جو خطے کی موجودہ جوہری صورتحال میں ممکن نہیں ہے۔ پاکستان کی جوہری صلاحیت کا خاتمہ امریکہ اور بھارت کا مشترکہ ہدف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں موجود بھارت کے حمایتی منصوبہ ساز پاکستان کے جوہری پروگرام کے حوالے سے اپنے منصوبے کو سامنے لائے جسکے تحت پاکستان کو ایسی ریاست کے طور پر پیش کیا گیا جو اپنے جوہری اسلحے کی حفاظت نہیں کر سکتا۔

فاٹا اور سوات میں پاک فوج کی کامیاب فوجی کاروائیوں کی بدولت بھارتی کھیل کا پہلا حصہ بری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ مگر بغاوتوں کے علاقوں میں کمزور ریاستی عملداری کی بدولت یہ خطرہ پوری طرح ختم نہیں ہوا۔ ہمہ جہتی جنگ میں ملوث کرائے کے دہشت گردوں پر کی گئی خطیر سرمایہ کاری کو ڈوبتا دیکھ کر بھارت نے 26/11 کو ممبئی میں ہونے والے واقعات کو بنیاد بنا کر پاکستان کے خلاف اقوام متحدہ میں سفارتی محاذ کھول دیا۔

ان واقعات کے بعد بھارتی فوجی قیادت کے رویے نے خطے میں سیکورٹی اور امن سے متعلق بھارتی نیت واضح کر دی۔ اس واقعہ کی بنیاد پر پاکستان کو ایک مختصر مگر شدید نوعیت کی جنگ کی دھمکی دی گئی۔ یہ بھارتی رویہ اور بھارت کی جانب سے ''سرد آغاز حکمت عملی'' (Cold Start) کا اعلان پاکستان اور خطے کیلئے خطرہ ہے۔ اس طرح کے بیانات بھارتی کھیل کا ایک رخ ہیں دوسری طرف بھارت عالمی سطح پر امن کے پیامبر کا ڈھونگ رچا رہا ہے اور اپنے ہاں ہونیوالی ہر دہشت گرد کارروائی کا الزام پاکستان پر لگا رہا ہے۔

پاک فوج نے اپنی کاروائیوں کے دوران بھارتی اسلحہ و گولہ بارود برآمد کیا مگر اسلام آباد میں موجود حکومت اس معاملے کو عالمی سطح پر پیش کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔

خطے کا سیاسی محاذ:

بھارت کی خارجی حکمت عملی اور سفارت کاری اس بات کی غماز ہے کہ بھارت ممبئی حملوں میں ملوث ''دہشت گردوں'' کے خلاف کارروائی نہ کرنیکی پاداش میں پاکستان کو عالمی سطح پر تنہا کرنے میں مصروف ہے۔

ابھی تک بھارتی کوششیں پاکستانی حکومت میں شامل شکست خوردہ عناصر کی بدولت خاصی کامیاب رہی ہیں۔ یہ عناصر ملک کی خارجی حکمت عملی سے متعلق اہم عہدوں پر قابض ہیں۔

پہلے بھارت تحقیقات مکمل ہوئے بغیر معاملے کو اقوام متحدہ میں لے گیا اور اب اس واقعے کی بنیاد پر بھارت خطے میں ان ممالک تک سفارتی رسائی حاصل کر رہا ہے جن کو روایتی طور پر پاکستان کے مضبوط اتحادی قرار دیا جاتا ہے۔ اس سال کے آغاز میں ہونے والا بھارتی وزیراعظم کا دورہ سعودی عرب اسی سلسلے کی کڑی تھا جہاں بھارت کی طرف سے پاکستان سے جنم لینے والی ''دہشت گردی'' بھی زیر بحث آئی۔

سعودی حکام کی جانب سے سامنے آنیوالا ردعمل پاکستان کے متعلقہ حکام کی آنکھیں کھولنے اور یہ باور کروانے کیلئے کافی ہونا چاہیے کہ بھارت کس طرح پاکستان کو تنہا کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔

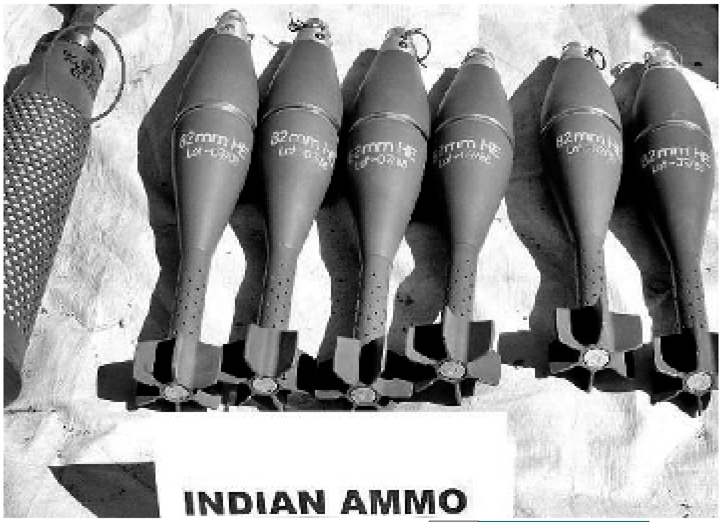

اقوام متحدہ میں بھی بھارتی ''ثبوتوں'' کے جواب میں پاکستانی ردعمل انتہائی کمزور تھا۔جسکی وجہ سے ملک وقوم کو شدید خفت اٹھانی پڑی اور بھارتیوں کو موقع مل گیا کہ وہ پاکستان کو ایک دہشت گرد ریاست کے طور پر پیش کریں۔حتیٰ کہ پاکستان کے سابق اعلیٰ فوجی افسروں کو بھی دہشت گردوں کی فہرست میں شامل کردیا گیا۔

ایک تنہا اور کمزور پاکستان اصل جنگ میں قدرے آسان ہدف ثابت ہوسکتا ہے۔ بھارتی فوجی حکمت میں ہونیوالی واضح تبدیلی بھی اس امر کی نشاندہی کرتی ہے۔پاکستان کو بدنام کرنے کیلئے بھارتی حکام ممبئی حملوں کو بین الاقوامی سطح تک تولے گئے مگر تحقیقات میں کبھی پاکستانی مدد کو قبول نہیں کیا۔سمجھوتہ ایکسپریس کا واقعہ جس میں بھارتی فوج کے حاضر سروس مذہبی انتہا پسند ہندو افسر شامل تھے، وقت کی گرد میں دب گیا اور ممبئی حملہ آوروں کا کیس پاکستان کو بدنام کرنے کیلئے ابھی تک کھلا ہوا ہے۔

دوسری جانب افغانستان سے ایران کے خلاف امریکی خفیہ جنگ نے پاک، ایران تعلقات کو بری طرح متاثر کیا۔سی آئی اے نے ایران کے صوبے سیستان بلوچستان میں ایک کم درجے کی مسلح بغاوت کیلئے جنداللہ کو قائم کیا جس نے سی آئی اے کے اشاروں پر ایران کے پاکستان سے متصل مشرقی صوبے سیستان میں متعدد خودکش حملے کیے۔اس سے نہ صرف دونوں برادر ممالک کے تعلقات متاثر ہوئے بلکہ پاکستان میں مذہبی عصبیت اور فرقہ واریت میں بھی خوفناک اضافہ ہوا۔

خطے کا معاشی محاذ:

بھارت آبی جارحیت کے ذریعے پاکستان کی معاشی صورتحال کو قابو کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ برصغیر کے قدرتی جغرافیے نے بھارت کو اس قابل کردیا ہے کہ وہ 1960ء کے سندھ طاس کے معاہدے میں پاکستان کو ملنے والے 3 دریاؤں (چناب، جہلم، سندھ) کا پانی روک سکے۔ پاکستانی متعلقہ حکام کے مطابق 2014 تک بھارت پاکستانی پانی کو اس حد تک روک سکے گا کہ پاکستان میں فصلوں کی بروقت بوائی نہ کی جاسکے۔

دونوں ممالک کے مابین جاری نام نہاد امن مذاکرات پاکستان کے حساس معاملات جیسے کہ پانی وغیرہ کو حل نہیں کرسکے دوسری طرف بھارت پوری تندہی سے پاکستانی دریاؤں پر بند بنارہا ہے تاکہ پاکستان کی زراعت کو تباہ کرکے اس کو اپنے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا سکے۔

اطلاعاتی محاذ:

بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں پاکستان کو ایک ایسے خطرناک ملک کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو اپنے جوہری ہتھیاروں کی حفاظت کا اہل نہیں لہذا یہ دہشت گردوں کے ہاتھ لگ سکتے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے ہر سطح سے یقین دہانی کے باوجود 2 سال میں پاکستانی جوہری ہتھیاروں سے متعلق پراپیگنڈہ تیز تر ہوگیا ہے۔

پاکستان کے خلاف جاری اس اطلاعاتی جنگ کا انتہائی تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ پاکستان کے ذرائع ابلاغ میں بعض افراد کو امریکہ کی طرف سے خریدا جارہا ہے۔

خطے میں امریکی مفادات کی نگرانی اور لوگوں میں ان کیلئے نرم گوشہ پیدا کرنے کیلئے پاکستانی ذرائع ابلاغ کے لیے 5 کروڑ ڈالر کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ پاکستانی عوام اور ذرائع ابلاغ کیلئے تشویشناک خبر ہے چونکہ اس طرح پاکستانی ذرائع ابلاغ امریکی خواہشات کے ترجمان بن جائیں گے۔کیری لوگر بل کو پاکستانی اشاعتی اور برقی ذرائع ابلاغ کی طرف سے شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ اگرچہ پاکستانی ذرائع ابلاغ سے وابستہ چند افراد امریکی منصوبوں اور خطے میں اس کے کردار کے ہمیشہ ناقد رہے ہیں مگر گزشتہ 63 سالوں میں پاکستانی ذرائع ابلاغ نے کبھی بھی امریکہ مخالف جذبات کو نہیں ابھارا۔ حالیہ ملنے والے 5 کروڑ ڈالر انہی امریکہ مخالف جذبات کو ختم یا کم کرنے کی مد میں دیئے گئے ہیں مگر حقیقت میں کیری لوگر بل کے بعد امریکی انتظامیہ پاکستانی ذرائع ابلاغ میں امریکی کردار پر ہر قسم کی تنقید کو ختم کرنا چاہتی ہے۔کیونکہ امداد کے بیان کیے گئے مقاصد اور زمینی حقیقت میں واضح فرق موجود ہے۔

امریکی حکومت کے بقول اس امداد کا مقصد پاکستان میں جاری امریکی منصوبوں کو اجاگر کرنا ہے مگر درحقیقت امریکہ کی طرف سے ایسا کوئی بڑا منصوبہ تا حال پاکستان میں شروع ہی نہیں کیا گیا۔ تو سوال یہ ہے کہ آخر امریکی انتظامیہ کس طرح اس تعاون کو اجاگر کرنا چاہتی ہے جو

درحقیقت موجود ہی نہیں۔ اس امریکی امداد ملنے کے وقت نے امریکہ کے ناقدین میں مزید شکوک کو جنم دیا ہے۔ ان کے خیال میں درحقیقت یہ رقم پاکستانی ذرائع ابلاغ میں نفسیاتی حربوں اور پاکستانی عوام کی رائے سازی کو امریکی پالیسی سازوں کے تابع کرنے میں استعمال ہوگی۔ اس کی تازہ مثال امریکی حکومت کیلئے رائے سازی کرنے والے ادارے وائس آف امریکہ کی ہے جو پاکستان کے کئی نجی نشریاتی اداروں سے معاہدے کرچکا ہے۔

اطلاعاتی جنگ میں امریکی ذرائع ابلاغ تنہا نہیں بلکہ 2008 میں ہونیوالے ممبئی حملوں کے بعد بھارتی ذرائع ابلاغ بھی اس میں شامل ہوگئے ہیں اور ان کا بنیادی ہدف پاکستانی دفاعی ادارے ہیں۔

مضبوط بھارتی اثرورسوخ کی بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں موجودگی سے پاکستان کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کردار کونشانہ بنایا جارہا ہے۔ بھارتی عناصر نے مختلف ذرائع ابلاغ کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر تاثر دیا کہ دراصل پاکستانی فوج افغان طالبان کی امریکہ اور نیٹو کے خلاف مدد کررہی ہے۔ اس خیال سے امریکہ کے پالیسی سازوں کے اندر اس تاثر کو پختہ کیا کہ پاکستان دہشت گردی کی عالمی جنگ میں امریکہ کو دھوکہ دے رہا ہے۔ نتیجتاً پاکستان کو امریکہ کی طرف سے مزید دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ بھارت کی طرف سے امریکی منصوبہ سازوں کو گمراہ کرنے کا بنیادی مقصد کشمیر اور پانی کے مسائل پر اپنے مفادات کا تحفظ تھا تاکہ برصغیر کے دو ایٹمی حریفوں کے مابین ان غیر معمولی مسائل سے دنیا کی توجہ مبذول کروائی جائے۔

مجوزہ جوابی حکمت عملی:

پاکستان کے خلاف آٹھ سالوں سے جاری ہمہ جہتی جنگ کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح انداز میں کہی جاسکتی ہے کہ اس خطرے کا مقابلہ ریاست کے کسی ایک عضو یعنی صرف فوج یا سول انتظامیہ کے ذریعے ممکن نہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو دونوں کی مشترکہ کاوشوں سے بھی اس خطرے کا سدباب ممکن نہیں ہوتا جب تک کہ بڑے پیمانے پر عوامی حمایت اور دفاع، داخلی اور خارجی حکمت عملی کے حوالے سے مکمل اتحاد موجود نہ ہو۔

دہشت گردی کے خلاف کاروائیاں:

ابھی تک پاک فوج نے اپنی سرحدوں کے اندر شہری علاقوں میں بغاوت کشی کے نت نئے طریقے اپناتے ہوئے قدرے بہتر طریقے سے دہشت گردوں کا مقابلہ کیا ہے۔ مگر یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ پاک فوج نے یہ سبق بہت بھاری قیمت دے کر سیکھا ہے۔ ایسی جنگ لڑ کر جس کے لیے روایتی طور پر پاک فوج کی تربیت نہیں کی گئی تھی پاک فوج کے سینکڑوں بہادر اور جری افسران اور جوانوں نے اپنی جانیں اور اعضاء گنوائے۔ گزشتہ چند سالوں سے پاک فوج پاکستان پر مسلط یہ سفاکانہ جنگ لڑ رہی ہے اور اب اسکے مقابلے کے لیے تیار ہے۔ تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے مختلف جگہوں پر کی

جانے والی مزاحمت کو کچلنے کیلئے پاک فوج کی کاروائیاں اب بھی جاری ہیں مگر اس جنگ کو قومی ذرائع ابلاغ کی طرف سے تا حال نفسیاتی اور حکومت کی طرف سے سیاسی مدد حاصل نہیں ہے۔

اس خطرے کے تدارک میں قومی عدلیہ بھی تقریباً ناکام ہو چکی ہے یوں فوج کو کسی بھی ریاستی ادارے کی مدد حاصل نہیں ہے۔ اس وجہ سے فوج پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ اسکو تنہا سیاسی، نفسیاتی اور قانونی محاذوں پر یہ جنگ لڑنی پڑ رہی ہے۔ بے ربط سیاسی ترجیحات کے ماحول اور انتظامیہ کے بری طرح ناکام ہونے سے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مسلح افواج پر کئی اطراف سے دباؤ بڑھ گیا ہے۔ رکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود پاک فوج نے دہشت گردی کے خطرات سے نمٹنے کیلئے انتہائی قابل تعریف کام کیا ہے مگر دہشت گردوں کے خاتمے کے اس عمل کو تیز کرنے اور فوجی اور مالی نقصان کم کرنے کیلئے مزید بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔

1- شہری علاقوں میں کیے جانے والی کاروائیاں سراغ رسانی کی بنیاد پر ہونی چاہئیں کیونکہ یہ علاقے ایسا میدان جنگ ہوتے ہیں جہاں دہشت گرد مقامی آبادی کے اندر ہی چھپے ہوتے ہیں۔

انسانی اور تکنیکی سراغ رسانی اس طرح کی کاروائیوں کے بنیادی عناصر ہیں۔ موبائل فون اور سیٹلائٹ فون کی مدد سے نشاندہی، بغیر ہواباز کے اڑنے والے جہازوں کا استعمال اور رات کے اندھیرے میں بھی کام کرنے والے جاسوسی کے آلات اس طرح کی کاروائیوں میں انتہائی مفید ثابت ہوسکتے ہیں لہذا یہ صلاحیتیں انقلابی طور پر بہتر بنانے کی ضرورت ہے کیونکہ ان علاقوں میں شہری اور عدالتی نظام بری طرح تباہ ہوچکا ہے۔ دہشت گردوں میں اللہ اور قانون کا خوف بٹھانے کیلئے مختصر عرصے کیلئے ریاست اور مسلح افواج کے خلاف برسرپیکار

جنگجوؤں اور باغیوں پر عسکری عدالتوں کے ذریعے عسکری قوانین لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔

2- ہمہ جہتی جنگ لڑنے والے دہشت گردوں کا مقابلہ کرنے کیلئے حاضر سروس افواج کا استعمال کم ہونا چاہیے۔ ان کے لیے اضافی اور نیم فوجی دستے موزوں ترین ہیں۔ اس کیلئے پاکستان کو اپنے نیم فوجی دستوں کو انسداد دہشت گردی کی مزید تربیت دینی چاہیے۔

3- دیہی ماحول میں فوج اور نیم فوجی دستوں کی مدد کیلئے مقامی دوستانہ ملیشیا ''لشکر'' تشکیل دیے جانے چاہئیں جن کو ریاستی فوج کی پشت پناہی حاصل ہو اور وہ اس کی حفاظت کیلئے اہم کردار ادا کریں۔

4- شہری ماحول میں پڑھے لکھے نوجوانوں پر مشتمل قومی دفاع کی دوسری صف بندی کی ضرورت ہے۔ 90 کی دہائی کے آخر تک پاکستان کے پاس NCC (این سی سی) کے نام سے اس طرز کی تربیت کا انتظام موجود تھا۔ یونیورسٹی اور کالج کے طلبہ کے لیے فوجی اور شہری دفاع کی تربیت کو لازمی قرار دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ حفاظتی کاروائیوں میں معاون ثابت ہوسکیں۔

5- ہر سطح پر اس جنگ کی پیچیدہ اور غیر روایتی نوعیت کی وجہ سے یہ بہت ضروری ہے کہ دشمن کی تکنیکی صلاحیتوں کا مطالعہ کیا جائے۔ تحریک طالبان پاکستان اور بلوچستان لبریشن آرمی اپنے مقاصد کیلئے حرکت پذیر مواصلاتی نظام یعنی سیلولر ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کا بے تحاشا استعمال کررہے ہیں۔ اسکے علاوہ تحریک طالبان پاکستان بارودی سرنگوں اور خودکش بمباری کو پاک فوج اور شہریوں کے خلاف اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کررہے ہیں۔ بارود سے لدی گاڑیاں بھی انتہائی خطرناک اور تباہ کن ہتھیار کے طور پر استعمال ہورہی ہیں۔ اب اینٹی سائبر ٹیررزم یونٹس کو برقی اور متحرک مواصلاتی نظام میں دہشت گردوں کو چیک کرنے اور انکا پتہ لگانے کے لیے متحرک ہونا پڑے گا۔ خودکش حملوں کا خطرہ کم کرنے کیلئے گاڑیوں کی نشاندہی اور نظم و نسق کا نظام یعنی وہیکل ٹریکنگ اور منیجمنٹ سسٹم موجود ہونا چاہیے جس میں کسی بھی وقت مطلوبہ گاڑی کی نشاندہی کرنے کی صلاحیت ہو۔ بارود سے لدی گاڑیوں کی نشاندہی کے لیے ایسا نظام بہت کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔

6- فاٹا اور سوات میں بری طرح مار کھانے کے بعد جنگجو اب پاکستان کے شہروں کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ عوامی حوصلے کو توڑنے کے حوالے سے فاٹا اور سرحد کے دیہی علاقوں میں سیکورٹی فورسز پر روایتی حملوں سے زیادہ جنگجوؤں کی یہ حکمت عملی کامیاب رہی ہے۔ اگرچہ عام شہری اور فوجی دونوں ہی دہشت گردوں کا ہدف ہیں مگر لاہور، کراچی، پشاور اور کوئٹہ جیسے بڑے شہروں میں شہریوں نے زیادہ تباہی کا سامنا کیا ہے۔ موثر دفاع کے لیے تکنیکی سراغ رسانی کو اکیسویں صدی کی ضروریات کے مطابق بہتر بنایا جائے۔ قانون نافذ کرنے والے کسی بھی ادارے کیلئے کراچی اور لاہور جیسے بڑے شہروں کی ہر گلی پر نظر رکھنا بہت ہی مشکل کام ہے خواہ اس کے اہلکار کتنے ہی اعلیٰ ترین تربیت یافتہ کیوں نہ ہوں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ابھرتی ہوئی عسکری ایجادات شہروں میں استعمال کی جائیں تاکہ کسی مخصوص حساس علاقے سے معلومات کا حصول ممکن ہوسکے اور زیادہ خطرے والے علاقوں پر نظر رکھی جاسکے۔ پاکستان کئی سالوں سے بغیر ہواباز کے اڑنے والے جاسوس طیارے بنا رہا ہے اور انہیں برآمد بھی کر رہا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ مخصوص شہروں میں مشکوک عناصر کی بروقت نشاندہی اور سراغ رسانی کیلئے اس تکنیک کا استعمال کیا جائے۔ یہ جہاز مہنگے اور پیچیدہ مصنوعی سیاروں پر مشتمل جاسوسی کے نظام کا بہت سستا نعم البدل ہیں۔

7- انسداد دہشت گردی کی کارروائیوں میں تکنیکی بہتری کا متقاضی ایک اور اہم پہلو دہشت گردوں کی پناہ گاہوں کو تلاش کرنا ہے۔ دشمن کی صفوں میں اپنا آدمی تعینات کرنا یا دشمن کے کسی آدمی کو خرید لینے کا روایتی طریقہ کار سو فیصد محفوظ اور موثر ثابت نہیں ہوا کیونکہ اس خفیہ جنگ میں دوست اور دشمن کی تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔ اب پاکستانی فوج کو عالمی نشاندہی کے نظام سے منسلک انسانی جسم میں قابل نفوذ جاسوسی آلات یعنی ''امپلانٹ ایبل جی پی ایس ٹریکرز'' کو استعمال کرنے کی طرف دھیان دینا چاہیے تاکہ دشمن عناصر کے صحیح مقام کا تعین کیا جاسکے۔

8- مختلف قانون نافذ کرنے والے اداروں کے مابین حساس معلومات کے تبادلے کا روایتی نظام جرائم کی تیز تر تحقیقات کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قانون نافذ کرنے والے مختلف اداروں میں تعاون کو بڑھانے کیلئے مخصوص رسائی کا حامل جرائم سے متعلق معلومات کا ایک ذخیرہ بنایا جائے تاکہ بروقت تحقیقات کو یقینی بنایا جاسکے۔

9- تحقیقات میں ایک اور رکاوٹ جدید تحقیقاتی تجربہ گاہوں کا نہ ہونا بھی ہے۔ پاکستان کو ملک میں جدید سہولیات کی تنصیب پر کام کرنا چاہیے اور اس سلسلے میں تمام ضروری تکنیکی سہولیات سے بھی لیس ہونا چاہیے۔

انتظامی تدابیر:

10- ہمہ جہتی جنگ جیتنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کے لیے موافق حالات اور اس کی بنیادی وجوہات کو ختم کر دیا جائے تاکہ دشمن کے پاس اپنی حکمت عملی کے نفاذ کیلئے کوئی فوجی، سیاسی اور اخلاقی جواز باقی نہ رہے جو کہ ہمہ جہتی جنگ کا قطعی مقصد ہوتا ہے۔ گزشتہ آٹھ سالوں کے دوران پاکستانی قیادت نے اخلاقی برتری کے حصول کیلئے کچھ اقدام کیے ہیں۔ اس کی ایک مثال سوات میں دہشت گردوں کے خلاف فوجی کاروائی سے پہلے کیا جانے والا امن معاہدہ تھا۔ اس معاہدے کے بعد پاکستانی حکومت اور فوج کو دہشت گردوں پر اخلاقی برتری حاصل ہوگئی اور اسلام کے نام پر مظالم ڈھانے والی تحریک طالبان پاکستان کا اصل چہرہ بھی بے نقاب

ہوگیا۔مگراسی عرصہ میں کچھ ایسی شدید غلطیاں بھی ہوئیں جن کی وجہ سے پاک فوج نے دہشت گردوں کے مقابلے میں اپنی اخلاقی برتری گنوادی۔جولائی 2007 میں ہونے والا لال مسجد آپریشن دہشت گردی کے خلاف کیے جانے والے اقدامات میں پاک فوج کیلئے ایک شدید دھچکا تھا۔اس سے دشمن عناصر کو موقع ملا کہ وہ معصوم عوام اور اس آپریشن کے متاثرہ خاندانوں کی ہمدردیاں حاصل کرکے پاک فوج کے خلاف نفسیاتی جنگ شروع کردیں۔حالانکہ لال مسجد میں بہت سے طلباء صرف اس وجہ سے شہید ہوئے کہ دہشت گردوں نے انہیں انسانی ڈھال کے طور پر استعمال کیا تھا۔لال مسجد ایک ایسا آپریشن تھا جس میں کمزور تاثراتی اور اطلاعاتی انتظام کی وجہ سے پاک فوج اور ریاست کیلئے بہت مشکلات کھڑی ہوئیں۔

ہمہ جہتی جنگ میں درپیش سب سے مشکل مسئلہ ''بغاوتوں کا سدباب'' کرنا ہے۔ ہر انسداد دہشت گرد کارروائی کی حکمت عملی اوراس حکمت عملی پر عمل کرنے کا طریقہ کار مختلف ہوتا ہے۔ہمہ جہتی جنگ کے حتمی مقاصد کے حصول کیلئے پاک فوج کو بے گناہ لوگوں کے جانی ومالی نقصان کے حوالے سے اپنی کارروائیوں کے بعد کے حالات کا جائزہ لینا ہوگا۔اسکے علاوہ کسی بھی کارروائی میں پاک فوج کی اخلاقی فتح کے بعد دشمن عناصر کو یہ موقع نہیں ملے گا کہ وہ پاکستانی ریاست اور فوج کے خلاف نفسیاتی جنگ برپا کرسکیں۔

11-سوات میں آپریشن راہ راست نے یہ سبق سکھایا کہ اگر ایک لمبے عرصے تک کسی علاقے میں عوام کو فوری اور سستے انصاف تک رسائی نہ ہو تو حالات کیا رخ اختیار کرسکتے ہیں؟ پاکستان کا ہمیشہ سے یہ المیہ رہا ہے کہ اس کی نچلی عدالتوں میں قانونی طریقہ کار عرصہ دراز سے جمود کا شکار ہے جس وجہ سے وہ انصاف نہیں ملتا جس کے لیے یہ ریاست بنی ہے اوراب پاکستانی معاشرے میں اس کی وجہ سے عوام میں پرتشدد ردعمل کے رویے نے جنم لیا ہے۔ انصاف کے علاوہ ترقی بھی ایک پر امن معاشرے کا لازمی حصہ ہے۔حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ بغاوت سے متاثرہ علاقوں میں انتظامی ڈھانچہ بہتر بنائے تاکہ وہاں کے عوام اپنی معاشرتی اور معاشی سرگرمیاں دوبارہ شروع کرسکیں۔اپنی شرائط پر بین الاقوامی امداد دہندگان اور غیر سرکاری فلاحی تنظیموں سے متاثرہ علاقوں کی آبادکاری کے لیے امداد وصول کی جاسکتی ہے۔ ملک میں امن و امان کی بہتر صورتحال کیلئے ان علاقوں میں امن وامان کی صورتحال کا جلد سے جلد معمول پر آنا ضروری ہے۔انتظامی ڈھانچے کی بہتری کے ساتھ ساتھ حکومت کو مقامی لوگوں کے تباہ شدہ کاروبار اورملازمتوں کی بحالی کیلئے بھی اقدامات کرنے چاہئیں ۔

12-تعلیمی شعبے میں اصلاحات بھی وقت کی اہم ضرورت ہیں۔یکساں تعلیمی نظام کی غیر موجودگی نے معاشرے میں کئی طرح کے معاشرتی اور مذہبی رجحانات پیدا کردیئے ہیں نیتجتاً ملکی وحدت کا تصور کمزور ہوا ہے۔جس کی وجہ سے قومی ہم آہنگی جو کہ ملکی استحکام کے لیے بنیادی ضرورت ہے، بڑھنے کے بجائے کم ہورہی ہیں۔ حالیہ بغاوت سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مروجہ مذہبی اور نجی تعلیمی نظاموں پر حکومت کی کمزور گرفت کے باعث ایک طبقے میں احساس محرومی جبکہ دوسرے طبقے میں احساس برتری نے جنم لیا ہے اور دہشت گردوں نے مذہب کے نام پر اس واضح فرق کا خوب فائدہ اٹھایا ہے۔لہذا اب ضروری ہے کہ حکومت ملک کے تمام طبقوں کیلئے یکساں تعلیمی نظام ترتیب دے۔ مذہبی مدرسوں پر بھی گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔حکومت کو پورے ملک میں یکساں معیار کے تعلیمی ادارے متعارف کرانے چاہئیں تاکہ عملی زندگی میں تمام طلباء کو یکساں مواقع میسر آسکیں۔

سفارتی ردعمل:

خطے میں دہشت گردی کے حوالے سے ہونے والی سرگرمیوں سے یہ لگتا ہے کہ پاکستان کے خلاف یہ تاثر پیدا کیا جارہا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی اور خصوصاً بھارت، امریکہ یا مغرب میں ہونے والے آئندہ کسی بھی دہشت گرد حملے کی منصوبہ بندی پاکستان میں ہوگی۔اور اس تاثر کو پوری دنیا میں بھارتی سفارتکاری کے ذریعے پھیلایا جارہا ہے۔ پاکستان کی طرف سے گزشتہ دور میں اپنائی گئی خارجی حکمت عملی نے اس تاثر کو مزید تقویت دی۔ لہذا اب ضروری ہے کہ پاکستان دنیا کے مختلف حلقوں میں پوری قوت سے اپنا موقف پیش کرے اور بتائے کہ اس نے دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کیلئے کیا کیا کوششیں کیں اور اس دوران پاکستانی قوم کو کیا نقصان سہنے پڑے۔پاکستان کو اس حوالے سے اپنی خارجی حکمت عملی میں انقلابی تبدیلی لاتے ہوئے (Do more) کا مطالبہ رد کردینا چاہیے۔

13-پاکستان کو بین الاقوامی برادری اور ذرائع ابلاغ میں یکساں طور پر سمجھوتہ ایکسپریس اور کشمیر میں بھارتی مظالم کے معاملات کو اٹھانا چاہیے۔سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس کی تحقیقات کا مطالبہ کرنا چاہیے جس میں 59 معصوم پاکستانی شہید ہوئے تھے۔ اور اس مطالبے کو سفارتکاری کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلانا چاہیے پاکستان کو اپنے ان معصوم شہریوں کا خون کبھی معاف نہیں کرنا چاہیے جنہیں بے رحم بھارتی انتہا پسندوں نے شہید کیا۔

مسئلہ کشمیر پاکستان کو جارحانہ سفارتکاری کا ایک اخلاقی جواز مہیا کرتا ہے۔اب پاکستان کو اس اہم مسئلے پر اپنا تساہل پسندانہ رویہ ترک کرکے اقوام متحدہ میں اس مسئلے کو از سر نو اٹھانا چاہیے۔پاکستان اور بھارت کی ایٹمی صلاحیت کے بعد یہ مسئلہ مزید اہمیت اختیار کرچکا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ بھارت اور امریکہ کی جانب سے ڈالے جانے والے دباؤ کا بھرپور مقابلہ کرتے

ہوئے اُن پاکستانیوں کی مدد کرنی چاہیے جنہیں اقوام متحدہ کی طرف سے غلط طور پر دہشت گرد قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ ان افراد کو پاکستانی عدالتوں نے انہی ثبوتوں اور معلومات کی روشنی میں جو کہ بھارت نے مہیا کی تھیں اور جن کی بنیاد پر اقوام متحدہ نے ان کو مجرم ٹھہرایا تھا، بے گناہ قرار دیا ہے۔

14- پاکستان کو بھارت کے خلاف فاٹا اور بلوچستان کے علاقوں میں دہشت گردی کی معاونت کے حوالے سے عالمی عدالت انصاف میں مقدمہ کرنا چاہیے۔ پاک فوج اس سلسلے میں حکومت پاکستان کو ثبوت فراہم کر چکی ہے اور اب یہ پاکستانی حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس معاملے کو اقوام متحدہ میں لے کر جائے جہاں وہ پاکستان کے خلاف بھارتی عزائم کو ناکام بنائے حکومت اس سلسلے میں چین کی سفارتی مدد بھی حاصل کر سکتی ہے۔

حال ہی میں بھارتی عدالت نے ہندوستان کے ایک گاؤں ''مالیگاؤں'' (Malegaon) کی مسجد میں ہونے والے بم دھماکے کے منصوبہ ساز ایک حاضر سروس بھارتی فوجی افسر کو سزا سنائی ہے۔ اس بم دھماکے کا الزام بھی پہلے پاکستان اور آئی ایس آئی پر لگایا گیا تھا۔ یہ پاکستان کیلئے بہت اچھا موقع ہے کہ بین الاقوامی سطح پر اس کیس کو ثبوت کے طور پر پیش کرے تا کہ بھارتی فوج میں شامل اصل دہشت گردوں کو دنیا کے سامنے بے نقاب کیا جا سکے۔

پراپیگنڈہ:

15- ہمہ جہتی جنگ کی ایک بنیادی ضرورت ذرائع ابلاغ کے حوالے سے اعلیٰ انتظام ہے۔ کچھ عرصے سے بھارتی اور مغربی ذرائع ابلاغ نے پاکستان کو عموماً اور پاک فوج کو خصوصاً ہدف تنقید بنا کر یہ تاثر دیا ہے کہ دونوں دہشت گردی کے خلاف جنگ کیلئے غیر سنجیدہ ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ پاک فوج پوری دنیا میں دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنے حاضر سروس جرنیل تک گنوانے والی واحد فوج ہے۔ امریکی و مغربی ذرائع ابلاغ مثلاً ٹی وی، اخبارات، ویب سائٹس اور رسائل وغیرہ پاک فوج اور اس کی اعلیٰ قیادت کے دہشت گردی کے خلاف عزم کو مختلف نت نئی ''انکشافاتی'' خبروں کے ذریعے بدنام کر رہے ہیں۔ یہ تمام خبریں اس بڑی نفسیاتی جنگ کا ایک حصہ ہیں جس کے تحت پاک فوج اور اس کی قیادت کی قربانیوں کو نظر انداز کر کے انہیں نفسیاتی طور پر کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے مگر یہ اس لڑائی کا صرف ایک رخ ہے۔ درحقیقت یہ پراپیگنڈہ پاکستان کی طرف سے مضبوط ابلاغی حکمت عملی کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ سفارتی ردعمل والے حصے میں بتایا گیا کہ بھارتی فوجی افسران کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے حوالے سے سامنے آنے والے حقائق کو ذرائع ابلاغ میں کھل کر پیش کرنا تھا۔ اب پاکستانی حکومت کو ہمہ جہتی جنگ کے حوالے سے اپنی ابلاغی حکمت عملی کا از سر نو جائزہ لینا ہوگا۔

زمینی کارروائیاں اور دشمن کی طرف سے کی جانے والی نفسیاتی جنگ کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے تا حال پاکستان کی کوئی جوابی ابلاغی حکمت عملی سامنے نہیں آئی جس کے تحت پاکستانی ذرائع ابلاغ کا کردار، معیار، اصول اور مقاصد واضح ہوں۔ سیاستدانوں اور تجزیہ نگاروں کی جانب سے ابھی تک پاک فوج کی کارروائیوں کو تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے کہ وہ امریکی جنگ لڑ رہی ہے اور اپنے ہی لوگوں کو مار رہی ہے۔ ابھی تک بھارت کو پاکستانی سرزمین پر دہشت گردی کی معاونت کرنے پر تنقید کا نشانہ نہیں بنایا گیا۔

16- پاکستانی حکومت کو یہ بات یقینی بنانی چاہیے کہ پاکستان اور بھارت کے مابین ذرائع ابلاغ کے حوالے سے ہونے والا کوئی بھی معاہدہ دوطرفہ بنیادوں پر طے پائے۔ بھارتی چینلز بغیر کسی رکاوٹ کے پاکستان میں دکھائے جارہے ہیں جبکہ بھارت کے بڑے حصے میں پاکستانی چینلز دکھائے جانے پر پابندی ہے۔ بھارتی ذرائع ابلاغ کا قبضہ روکنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ پاکستانی ذرائع ابلاغ بھارت میں اپنے قدم مضبوطی سے جمائیں۔ بیرونی امداد کے ذریعے برپا کی جانے والی ہمہ جہتی جنگ اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان تقریباً چالیس ارب ڈالرز کا نقصان اٹھا چکا ہے اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کو یقینی بنائے کہ تمام متعلقہ فریقوں کو اس جنگ میں پاکستان کی قربانیوں کا مکمل ادراک اور احساس ہے۔

حاصل بحث:

چونکہ ہمہ جہتی جنگ بہت سے عناصر پر مشتمل ہے لہذا کوئی ایک حکومتی ادارہ تنہا اسکی جوابی حکمت عملی طے نہیں کرسکتا۔ چونکہ ہمہ جہتی جنگ ایک مسلسل تغیر پذیر عمل ہے لہذا اس کا حل بھی بہت سے روایتی اور غیر روایتی دونوں قسم کے عوامل پر مشتمل اور پاکستانی ساختہ ہونا چاہیے۔ پاکستان اس وقت ہمہ جہتی جنگ میں ایک بہت اہم موڑ پر کھڑا ہے اگرچہ سوات اور فاٹا میں ہونے والے فوجی آپریشن کے نتائج کافی حوصلہ افزا ہیں مگر سویلین حکومت کو یہ سمجھنا ہوگا کہ ان عسکری کامیابیوں کو مستقل امن میں بدلنے کیلئے بغاوت سے متاثرہ اور فوجی کارروائیوں والے علاقوں میں کچھ اقدامات اشد ضروری ہیں۔ گزشتہ پانچ سالوں سے پاکستانی ریاست اور قوم مشرف حکومت کی طرف سے اپنائی جانے والی کمزور خارجی حکمت عملی کے تسلسل کی بدولت بہت نقصان اٹھا چکی ہے۔ موجودہ حکومت بھی اسی خارجہ پالیسی کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ پاکستان کی اس خارجہ پالیسی نے دشمن ممالک مثلاً بھارت کو ہی فائدہ پہنچایا ہے جنھوں نے پاکستان کے اندرونی تنازعات کا فائدہ اٹھا کر بین الاقوامی سطح پر پاکستان کو خوب بدنام کیا۔ پاکستان اور بین الاقوامی برادری کے مابین پایا جانے والا آقا اور غلام کا رشتہ ختم کرنے کیلئے پاکستان کو اپنی خارجی حکمت عملی میں بڑی تبدیلیاں لانی ہوں گی اب یہ ضروری ہوگیا ہے کہ خطرے کے نشان کی ایک واضح لکیر کھینچ لی جائے جو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کا اتحادی ہونے کے باوجود پاکستان اور پاکستانی قوم کبھی پار نہیں کرے گی۔ افغان حکمت عملی کو بھی تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ معذرت خواہانہ خارجی حکمت عملی کی بجائے اب پاکستان کو ایک متحرک اور جارحانہ افغان پالیسی اپنانا ہوگی۔ پاکستان میں پیدا ہونے والا دہشت گردی کا طوفان افغانستان کی بدولت پیدا ہوا ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ پاکستان افغانستان کے اندرونی اور دفاعی معاملات پر اپنی گرفت مضبوط رکھے۔ بھارت وہاں کے حالات کا بہت فائدہ اٹھا چکا ہے۔ اب وقت آن پہنچا ہے کہ پاکستان کے خلاف ہمہ جہتی جنگ کا عسکری پہلو ختم کرنے کیلئے افغانستان میں بھارتی مفادات اور اثاثہ جات کا خاتمہ کردیا جائے۔ مشکل وقت سخت اقدامات کا متقاضی ہے۔

کسی بھی ملک میں اندرونی تنازعات کے پیچھے ہمیشہ کوئی نہ کوئی بنیادی وجہ ہوتی ہیں اور پاکستان بھی اس سے مبرا نہیں ہے۔ ماضی میں پورے ملک میں بغیر پوچھ گچھ کچھ مدارس کو ملنے والی بیرونی امداد، روز بروز بڑھتی غربت، فرقہ واریت اور خیانت جیسے بڑے مسائل ملک کو درپیش ہیں۔ سب سے زیادہ پریشان کن امر یہ ہے کہ اس حوالے سے کوئی بہتری نہیں آرہی جب تک حکومت ان معاشرتی اور معاشی مسائل سے نمٹنے کیلئے ملک کے پسماندہ حصوں میں کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کرے گی تب تک اس طرح کی بغاوتیں پھوٹنے کا اندیشہ برقرار رہے گا کیونکہ کمزور معاشرتی اور معاشی حالات میں دشمن کیلئے بہت آسان ہوجاتا ہے کہ وہ عوام کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرے۔

پاکستان میں اس جنگ کے دو معاون مسائل یہ ہیں۔

1- خیانت

2- عدالتی نظام کی ناکامی

یہ نظام اور حکومت ان دو مسائل کا خاتمہ کرنے میں ناکام ہوگئے ہیں۔ خیانت کی وجہ سے بد انتظامی، مایوسی اور معاشرتی ابتری پھیلتی ہے جبکہ انصاف کی عدم موجودگی کی وجہ سے دہشت گردی، تشدد اور معاشرتی طوائف الملوکی فروغ پاتی ہے۔ اگر موجودہ نظام مسائل حل نہیں کرسکتا تو ہمہ جہتی جنگ میں مکمل فتح کو یقینی بنانے کیلئے اس نظام میں تبدیلی لانی چاہیے یا اسے مکمل طور پر تبدیل کردینا چاہیے۔ ایک ایسے سیاسی، عدالتی اور معاشی نظام کی ضرورت ہے جس میں دہشت گردی اور خیانت کو بالکل برداشت نہ کیا جائے اگرچہ اس کے لیے سخت ترین اقدام ہی کیوں نہ اٹھانے پڑیں۔ اگر سخت اقدامات کے ذریعے ہی یہ فساد ختم ہوسکتا ہے تو پھر ایسے اقدامات ضرور اٹھائے جانے چاہئیں۔